



# الصحيح المسلم سؤالا جواباً

كتاب البيوع



طالب دعا: محمد يار عطاري

03086509627

استاد محترم، نياز رضا المدني جامعة المدينة اوكاڙه

# کتاب البیوع

## مصدر کی تشنیہ اور جمع کب لاسکتے ہیں؟

جہاں کسی چیز کے تعدد اور کثرت کو بیان کرنا مقصود ہو تو وہاں پر مصدر کی تشنیہ اور جمع آسکتی ہے اور جہاں پر مذکورہ چیزیں نہ ہوں تو وہاں پر مصدر کی تشنیہ اور جمع نہیں آتی تو یہاں پر چونکہ بیع کی مختلف اقسام تھی اس لیے اس کی تشنیہ اور جمع کو ذکر کیا۔

## بیع کا لغوی معنی

مقابلة الشيء بشيء مالا او لا

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ بدلنا مال ہو یا نا ہو۔

بیع خریدنے نے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

## لا یبیع احدکم ---

اسی طرح بیچنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اختلف النوعان فبيعوا كيف شئتم

## بیع کی اصطلاحی تعریف

مبادلة المال بالمال بالتراضي -

مبادلة الشيء مرغوب فيه بمثلته على وجه مخصوص -

## صاحب شامی کے نزدیک مال کی تعریف

ما یبیل الیہ اطبع ---

جس کی طرف طبیعت مائل ہو اور حاجت کے وقت اس کا ذخیرہ کرنا بھی ممکن ہو۔

## حکم

بائع کے لیے ثمن میں اور مشتری کے لیے مع میں ثبوت۔

احل اللہ البیوع و حرم الرباع۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی بیچ کے مطالبات سے اور دو قسم کے

لباسوں سے منع فرمایا ہے۔ بیچ میں تو ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

لامسہ یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے کپڑے کورات یا دن میں ہاتھ سے چھو کر دیکھ لے اور اسے الٹ پلٹ کر نہ دیکھے جب

کہ منابذہ یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور اس کو دونوں بیچ سمجھ لیں بغیر

کسی نظر (اور غور و فکر کے) اور بغیر رضامندی اور اقرار کے

## بیچ ملامسہ

متعاقبین کا آپس میں ریٹ طے کرنے کے بعد یہ کہنا کہ جب مشتری بیچ کو چھو لے گا تو بیچ تام ہو جائے گی اختیار وغیرہ نہ

ہوگا۔

## بیچ منابذہ

نبر سے ہے یعنی پھینکنا

بیچ کو پھینکنا یا کنکری کو پھینکنا یعنی بائع کا یہ کہنا کہ جب چیز کو پھینک دوں گا تو بیچ لازم ہو جائے گی۔

## حکم

یہ بیچ فاسد ہے غرر اور دھوکے کی وجہ سے۔

## لبستین

اس کا معنی ہے دو لباس

احتبى فى ثوب واحد

اشتہال الصمی

## اشتہال الصمی

اس کی دو صورتیں ہیں،

1) پہلی صورت سرتاپا کپڑا اس انداز سے لپیٹے کے ہاتھ نکالنا مشکل ہو جائے۔

## حکم

اس طرح کپڑا لپیٹنا مکروہ ہے۔

2) دوسری صورت یہ ہے کہ جسم پر کپڑا اس طرح اوڑھنا کہ آدھا جسم ننگا رہے۔

## حکم

منع اور حرام ہے کیونکہ ستر ننگا ہو رہا ہے۔

## احتیٰ فی ثوب واحد یعنی اکڑو بیٹھنا

سرین کے بل بیٹھے گھٹنے کھڑے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے حلقہ باندھے ہوئے ہو۔

### حکم

اس کی بھی دو صورتیں ہیں،

(1) پہلی صورت ایک کپڑا اوڑھا ہے۔

### حکم

منع ہے ستر کے برہنہ ہونے کی وجہ سے۔

(2) دوسری صورت دو چادریں ہیں ایک تہبند اور ایک اوپر لپیٹا ہوا ہے تو درست ہے اور اسی طرح احتیٰ فی ثوب واحد آپ

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی منقول ہے کہ جس کے اندر دو چادریں تھی۔

## الحصاة کنکری کی بیع

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے کی بیع سے اور دھوکہ کی بیع سے منع

فرمایا ہے۔

(1) اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ چند تھان کپڑے کے ہوں بائع مشتری سے مخاطب ہو کر یہ کہے کہ جس تھان پر یہ کنکری

گرے گی وہ تھان اتنے اتنے کے بدلے میں نے تجھے بیچا اور جب تک میں کنکری نہیں پھینکوں گا تجھے اختیار ہے جب کنکری پھینک

دوں گا تو اختیار نہ رہے گا بیع لازم ہو جائے گی۔

(2) دوسری صورت یہ ہے کہ زمین وغیرہ کی بیج ہو رہی ہو اور بائع مشتری سے یہ کہے کہ یہاں سے لے کر جہاں تک میں کنکری پھینکوں گا جہاں تک کنکری گرے گی وہاں تک میں نے اتنے اتنے کے بدلے تجھے زمین بیچی۔

## حکم

دونوں کا حکم یہ ہے کہ اس طرح بیج کرنا جائز نہیں کیونکہ دونوں صورتوں میں بیع مجہول ہے اور غرر اور دھوکے کا بھی پہلو پایا جا رہا ہے۔

## غرر کی تعریف

غرر کی تعریف یہ ہے کہ ثمن بیع یا مدت میں ایسی جہالت ہو جو جھگڑے کی طرف لے جانے والی ہو۔

(1) ثمن میں جہالت کی صورت،

جس طرح بائع مشتری سے یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ بکر پانچ نوٹوں کے بدلے تجھے بیچا اب نوٹ یعنی ثمن مجہول ہیں وہ سوکے بھی ہو سکتے ہیں ہزار کے بھی ہو سکتے ہیں پانچ ہزار کے بھی ہو سکتے ہیں۔

(2) بیع میں جہالت کی صورت،

ایک ریوڑ ہو اور بائع مشتری سے یہ کہے کہ میں نے ان میں سے ایک بکری ایک لاکھ روپے کی تجھے بیچی اب ریوڑ میں بکریوں کی عمریں مختلف ہیں کوئی فرہ ہوگی کوئی سوکھی ہوگی تو بیع میں جہالت پائی گئی

(3) بیع غیر مقدور لتسلیم ہو

جس طرح پانی کثیرہ کے اندر مچھلی کی بیج کرنا بھاگے ہوئے غلام کی بیج کرنا مجہول چیز کی بیج کرنا اور معدوم کی بیج کرنا۔

## نوٹ

جہاں دھوکے کے ساتھ ساتھ حاجت نہ ہو تو وہاں پر بیج کرنا جائز نہیں لیکن اگر حاجت اور ضرورت ہو اور غرر حقیر ہو تو بیج

غرر جائز ہے۔

جیسے حاملہ جانور کی بیع کرنا اب بچہ اس کے اندر نہ ہے یا مادہ ہے اس کے اندر جہالت ہے اور دودھ دینے والے جانور کی بیع کرنا تو قاعدہ یہ ہے کہ جہاں غرر حقیر ہو تو وہاں پر بیع کرنا جائز ہے اور جہاں پر دھوکہ اس طرح کا ہو کہ جو جھگڑے کی طرف بلانے والا ہو تو وہاں پر بیع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

## حبلۃ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت اونٹوں کے گوشت کی بیع حبل الحبلہ تک کی کیا کرتے تھے۔ اور حبل الحبلہ یہ ہے کہ اونٹنی بچہ جنے پھر وہ مادہ ہونے کی صورت میں حاملہ ہو جائے (تو اس پیدا ہونے والے بچہ کے حمل تک کی بیع کر لیا کرتے تھے۔) رسول اللہ ﷺ نے اس سے انہیں منع فرمادیا۔

جمع ہے حابل یعنی حاملہ جانور کی بیع،

کسی چیز کی معیاری قیمت پر بیع کی جائے لیکن مشتری یہ کہے کہ قیمت اس وقت دوں گا جب حاملہ جانور حمل وضع کرے۔

## حکم

بیع فاسد ہے کیونکہ مدت مجہول ہے۔

## حمل کے حمل کی بیع کرنا

## حکم

بیع باطل ہے کیونکہ اس میں بیع مجہول ہے اور معدوم بھی ہے۔

## بیع باطل

رکن بیع یا محل بیع میں فساد ہو تو بیع باطل ہوتی ہے۔

## حکم

اصلاً عقد ہوتا ہی نہیں اگرچہ قبضہ کر لیا ہو قبضہ کر لیا تو اس کا حکم امانت کے حکم کی طرح ہے۔

## بیع فساد

ہر وہ فساد جو رکن بیع یا محل بیع کے علاوہ ہو۔

## حکم

اگر بائع کی اجازت سے قبضہ کیا ہو تو مالک ہو جائے گا لیکن یہ ملک ملک خبیث ہے اس کو لوٹانا ضروری ہے اور اگر بائع کی اجازت کے بغیر قبضہ کیا ہو تو مالک نہ ہو گا اور تصرف بھی نہیں کر سکتا ہے۔

## سوم علی السوم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی بھائی کے پیغام پر پیغام نکاح دے الا یہ کہ اس کی اجازت ہو۔

## بیع علی البیع

بائع اور مشتری کسی چیز کے ثمن پر رضامند ہوئے ایک دوسرا شخص وہ کہتا ہے کہ اس کی مثل چیز میں تجھے کم قیمت میں بیچتا ہوں تم مجھ سے وہ چیز خرید لو مثال کے طور پر کسی شخص نے بکر اختیار شرط کے ساتھ خرید ایک دوسرا آدمی مشتری کے پاس جاتا ہے کہ آپ نے یہ بکر امہنگا خریدا ہے میرے پاس اسی کی مثل ایک بکر اکھڑا ہوا ہے لیکن کم قیمت میں ہے تم مجھ سے وہ خرید لو اور اس کو واپس کر دو۔

## حکم

بالاجماع ایسا کرنا منع اور حرام ہے۔

## بیع نجش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قافلہ سے بالا ہی بالائی کے لئے نہ ملا جائے۔ نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع کرے تناجش بھی مت کرو شہر والا گاؤں والے کے مال کو فروخت نہ کرے اونٹ اور بھیڑ بکری کے تھنوں میں دودھ بغیر دھو ہے جمع کر کے مت رکھو، جس نے اس کے بعد جانور خرید اتوا سے دودھ دوہنے کی بعد

دونوں باتوں کا اختیار ہے چاہے اگر راضی ہو تو اسے ہی رکھ لے اور اگر راضی نہ ہو تو وہ جانور اور مزید ایک صاع (اناج وغیرہ کا) واپس کر دے۔

وهو ان یزید فی الثمن ولا یرید الشراء او یمدحہ مما لیس فیہ

کسی شخص کا ثمن میں زیادتی کرنا یا بیع کی ایسی تعریف کرنا کہ جو اوصاف اس میں نہیں حالانکہ اس شخص کا بیع خریدنے کا ارادہ نہیں۔

حکم

ائمہ اربعہ کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے ناجش گنہگار ہے اگر اس میں بائع بھی شامل ہے تو وہ بھی گناہ گار۔

باب تحریم تلقی الجلب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر تجارتی قافلوں سے سامان کے لئے ملنے سے منع فرمایا قبل اس کے کہ وہ بازاروں میں پہنچ جائیں۔

تلقى الجلب کا مطلب یہ ہے کہ کوئی تاجر باہر سے سامان تجارت شہر کے اندر فروخت کرنے کیلئے لارہا ہو تو دوسرا اسکے شہر میں داخل ہونے سے پہلے اس سے اسکا سامان تجارت خرید لے تو اسکو تلقی الجلب یا تلقی البیوع کہا جاتا ہے۔

حکم

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر تلقی الجلب سے کوئی ضرر یا غرر (دھوکا لاحق نہ ہو تو جائز ہے اور اگر اہل شہر قحط میں ہوں اور حاجت ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تلقی جلب مطلقاً ممنوع ہے، چاہے ضرر و غرر ہو یا نہ ہو۔

حکمت

تاجروں اور اہل شہر کو دھوکے سے بچانا۔

دلیل جمہور : عن عثمان عن عبد الله عن النبي ﷺ أنه نهى عن تلقى البيوع )

حدیث میں آپ ﷺ نے مطلقاً تلقی البیوع سے منع فرمایا لہذا ہر صورت میں مطلقاً تلقی الجلب ممنوع ہوگا۔

## امام ابو حنیفہ کی دلیل:

آپ ﷺ نے تلقی الجلب سے دو جہوں سے منع فرمایا (۱) ضرر (۲) غرر، ضرر بایں معنی کہ آدمی تاجر کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے اسکا سامان خرید کر مہنگی قیمت میں بیچتا ہے جس سے لوگوں کو مہنگائی کا ضرر لاحق ہوتا ہے، اور غرر بایں معنی کہ آدمی تاجر کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے اسکا سامان خریدنے میں دھوکے سے کام لیتا ہے، مثلاً تاجر کے سامان کی قیمت بازار میں اگر 20 روپے فی کلو ہے تو وہ اسکو بتائے گا کہ اس کی قیمت 10 روپے فی کلو ہے تو یہ غرر ہے لہذا ضرر یا غرر کی وجہ سے تلقی جلب ممنوع ہے۔ لیکن اگر یہ دونوں چیزیں نہ پائی جائیں تو تلقی جلب میں کوئی حرج نہیں ہے۔

## باب تحريم بيع الحاضر البادي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ شہری دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے خواہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: شہری دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے لوگوں کو چھوڑ دو اللہ بعض کو بعض کے ذریعہ سے رزق عطا فرماتا ہے۔

جب للبادی کا لام اصلی معنی میں ہو تو مختار تعریف یہ ہے کوئی دیہاتی طعام لے کر مصر کی طرف آیا شہری اس دیہاتی کا وکیل بن کر مہنگے داموں میں طعام کو بیچے۔

اگر لام من کے معنی میں ہو تو تعریف یہ ہے کہ شہری کا دیہاتی سے اپنے لیے بیع کرنا۔

## حکم

امام مالک، شافعی اور احمد کے نزدیک شہری کا دیہاتی کا مال فروخت کرنا ممنوع ہے۔

امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول یہ ہے کہ بیع کرنا جائز ہے اور ممانعت والی روایات منسوخ ہیں یا پھر وہ ابتدائے اسلام پر محمول ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی ضرر یا غرر نہ تو جائز ہے۔

## جسہور کی دلیل:

عن جابر عن النبی ﷺ قال: لا یبیع حاضر لباد۔

شہری دیہاتی کا مال نہ فروخت کرے۔

اس حدیث میں مطلقاً شہری کو دیہاتی کے مال فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے لہذا ہر صورت میں بیع الحاضر المبادی ممنوع

ہوگا۔

## ابو حنیفہ کی دلیل:

بیع الحاضر للبادی ضرر و غرر کے وجہ سے ممنوع ہے لہذا ضرر یا غرر نہ پائے جانے کی صورت میں یہ بیع جائز ہوگی۔

## باب حکم بیع المصرة

### المصرة:

مشتق من التصریة، معناها الحبس (روکنا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث منقول ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تصر یہ کی

ہوئی بکری خریدی تو اس کو تین دن کا اختیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور

بھی دے دے۔

بکری اونٹنی یا کسی بھی جانور کے تھنوں میں دودھ روکنا تاکہ دوسرے آدمی کو زیادہ محسوس ہو اور وہ اس کا زیادہ ریٹ لگائے

جیسا کہ بعض دفعہ آدمی بکری یا اونٹنی کو زیادہ قیمت میں بیچنے کی لالچ میں کئی دن تک اس کا دودھ نہیں نکالتا تاکہ اس کو خریدنے والا زیادہ دودھ والا جانور سمجھ کر زیادہ قیمت میں خرید لے۔ لیکن اس صورت میں گھر لے جانے کے بعد وہ اس دھوکے سے باخبر ہو گیا تو اب وہ کیا کریگا؟

امام مالک، شافعی، احمد اور ابو امام زفر کے نزدیک مصرات بکری یا اونٹنی خریدنے والے کو تین دن تک اختیار رہے گا اگر چاہے وہ اپنے پاس رکھے یا لوٹا دے تین دن کے بعد اختیار ختم ہو جائے گا اور جانور لوٹانے کی صورت میں ایک صاع کھجور بھی دے۔ طرفین کے نزدیک مشتری کے لئے مصرات بکری بائع کو لوٹانے کا اختیار نہیں ہے لیکن اس کو رجوع بالنقصان کا اختیار ہے یعنی مشتری نے دھوکے کی وجہ سے جو قیمت زیادہ دی ہے بکری کی صحیح قیمت پھر سے لگا کر زائد قیمت واپس لے لے۔

## جمہور کی دلیل:

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لا تصرفوا الإبل والغنم للبيع فمن ابتاعها بعد ذلك فهو بخير النظرين بعد أن يحلبها ثلاثاً، إن رضيتها أمسكها، وإن سخطها ردّها وصاعاً من تمر.

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹ اور بکری کے بیچنے کے لیے تصریہ مت کرو جس شخص نے اس کو خرید اس کے بعد تو وہ تین دن دوہنے کے بعد دو اختیار کے ساتھ ہے اگر چاہے تو اس کو روکے رکھے اور اگر چاہے تو اس کو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور بھی لوٹا دے۔ یہ حدیث جمہور کے مذہب پر صریح دلیل ہے

## طرفین کی دلیل:

وہ فرماتے ہیں اب بکری کو لوٹانا ممکن نہیں رہا کیونکہ بکری کے تھنوں میں جو دودھ تھا وہ مشتری کی ملکیت میں آ گیا اور اس کی ملکیت میں بکری آنے کے بعد جو دودھ پیدا ہوا وہ بھی اس کا ہے لہذا اگر وہ بکری کو لوٹانا چاہے گا تو اب دو حال سے خالی نہیں یا تو دونوں قسم (جو خریدنے کے وقت دودھ تھا اور جو اس کے یہاں پیدا ہوا) کے دودھ کی قیمت لوٹائے گا یا کل دودھ کی قیمت بالکل

نہیں لوٹائے گا، پہلی صورت میں مشتری کا نقصان ہے کیونکہ اس کو اس دودھ کی قیمت بھی ادا کرنی پڑ رہی ہے جو اس کے یہاں آنے کے بعد نکلا، دوسری صورت میں بائع کا نقصان ہے کہ اس کو اس کے دودھ کی قیمت نہیں حاصل ہو رہی ہے جو اس کے یہاں اس کے جانور کے تھن میں تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ عقد کے وقت جتنا دودھ تھا اس کی قیمت بائع کو واپس کر دیا جائے لیکن سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ عقد کے وقت کتنا دودھ تھا اور عقد کے بعد کتنا دودھ بڑھ گیا لہذا واضح ہو گیا کہ دودھ کے واپسی کی کوئی صورت نہیں ہے تو دودھ کے بغیر بکری مصرات کے واپسی کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

**اعتراض یہ ہوا کہ حدیث پاک میں تو صراحت ہے کہ مشتری واپس کر**

**دے اور کھجوریں دے تو حدیث کے ظاہر پر آپ نے عمل کیوں نہ؟**

جواب یہ حدیث قرآن پاک اور دیگر حدیث اور اجماع کے خلاف ہے لہذا یہ قابل استدلال نہیں۔

کیونکہ قرآن پاک میں جہاں بدلے کا ذکر آیا تو وہاں پر اللہ پاک نے برابری کو ذکر فرمایا اب کھجوریں دودھ سے کم بھی ہو سکتے

ہیں زیادہ بھی تو جب برابری نہیں رہی تو قرآن پاک پر عمل نہ ہو گا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث منسوخ ہے۔

احناف کے ہاں اس حدیث کا محمل خیار شرط ہے اور اس کی تائید اسی حدیث سے ہوتی ہے کہ اس کے اندر تین دن کی مدت

کا ذکر ہے اور تین دن کی مدت یہ خیار شرط کی مدت ہے۔

## باب بطلان مبيع قبل القبضۃ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے کوئی اناج وغیرہ خرید تو وہ

اسے آگے فروخت مت کرے یہاں تک کہ اس کو پورا پورا وصول کر لے۔

امام شافعی اور امام محمد کے نزدیک کسی بھی چیز کو اس کے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے چاہے وہ کھانا ہو یا جائیداد منقولی چیز ہو یا غیر منقولی،

دلیل: عن ابن عباس أن النبي ﷺ قال: من ابتاع طعاماً فلا يبعه حتى يستوفيه.

یعنی جو شخص کھانا خریدے وہ اس کو نہ بچے یہاں تک کہ وہ اس کو حاصل کر لے۔

امام شافعی کہتے ہیں اس حدیث میں بیچ قبل القبضہ طعام کے ساتھ خاص نہیں لہذا اطعام کے علاوہ بقیہ چیزوں میں بیچ قبل القبضہ جائز نا ہوگی۔

امام مالک کے نزدیک کھانے کے علاوہ تمام چیزوں میں بیچ قبل القبضہ جائز ہے۔

امام مالک بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اس حدیث میں بیچ قبل القبضہ طعام کے ساتھ خاص ہے لہذا اطعام کے علاوہ بقیہ چیزوں میں بیچ قبل القبضہ جائز ہوگی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں ایک قول مطلقاً جائز کا ہے اور دوسری قول مطلقاً جائز کا ہے

امام اعظم ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک زمین کے علاوہ کسی چیز میں بیچ قبل القبضہ جائز نہیں ہے بشرطیکہ وہ زمین مامون ہو یعنی دریا وغیرہ کے کنارہ نہ ہو کہ اس کے دریا میں مدغم ہو جانے کا خدشہ ہو۔

امام اعظم بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن وہ بیچ قبل القبضہ کی ممانعت کی علت فساد شئی نکالتے ہیں یعنی قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا اس لیے ممنوع ہے کیونکہ ممکن ہے کہ قبضہ کے وقت وہ خراب ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کھانا خریدا یا جانور خریدا اور اس پر قبضہ نہیں کیا تو ممکن ہے کہ قبضہ کے وقت کھانا خراب ہو جائے یا جانور مر جائے تو اب مشتری اس کو کیسے حاصل کرے گا اس لیے بیچ قبل القبضہ ممنوع قرار دے دیا گیا

لیکن زمین کے خراب ہونے کا یا چوری ہونے یا غائب ہو جانے کا کوئی خدشہ نہیں ہے اس لیے امام اعظم علیہ الرحمہ نے زمین کو قبل القبضہ فروخت کرنے کی اجازت دے دی۔

## قبضے کی مختلف صورتیں ہیں

- (1) چیز کو مشتری کے ہاتھ میں دے دینا
- (2) تخلیہ کرنا یعنی مشتری نے مکان بیچا اور اس مکان کو خالی کر دیا
- (3) انتقال یعنی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا
- (4) کیل یا وزن کرنا

## الصکاک

وہ تحریر جس میں تیسری چیز کی ادائیگی کا وعدہ کیا گیا ہو یا وہ ورق جس میں کسی شخص کے لیے حکومت کی طرف سے وظیفہ یا کوئی چیز دینے کا وعدہ کیا گیا ہو

## مجهول مقدار کی بیع اس چیز کے ساتھ کرنا جس کی مقدار معلوم ہو

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے: "کھجور کے ایسے ڈھیر کو جس کا وزن معلوم نہ ہو معلوم الوزن کھجور کے ڈھیر کے عوض فروخت کرنے سے۔"

اس کے اندر تین اصول ہیں،

- (1) پہلا اصول قدر مع الجنس چیز ہو تو برابر ضروری ہو اور ادھار جائز نہیں قدر سے مراد کیلی یا موزونی ہونا۔
- (2) دوسرا اصول قدر مع الجنس سے ایک چیز پائی جائے تو کمی بیشی جائز اور ادھار ناجائز۔
- (3) تیسرا اصول قدر مع الجنس دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور ادھار بیچنا بھی جائز۔

## باب ثبوت خیار المجلس للمتباعين

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے پر اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہو جائیں سوائے اس بیع کے جس میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو۔"

**اگر دو آدمی ایک دوسرے سے بیع و شرا کریں تو کب تک ان کو بیع فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے؟**

امام شافعی اور امام احمد خیار مجلس کا اعتبار کرتے ہیں یعنی دونوں نے جب ایجاب و قبول کر لیا تو جب تک وہ مجلس میں ہیں ان کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر دیں، ان میں سے ایک اٹھ گیا تو خیار مجلس ساقط ہو جائے گا یا ان میں سے کوئی ایک کہنے اختیار کر دوسرا کہے میں نے اختیار کیا تو اس سے بھی خیار ساقط ہو جائے گا۔

امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک خیار مجلس کوئی چیز نہیں ہے جب متعاقدین نے ایجاب و قبول کر لیا تو بیع تام ہو گئی اب بغیر دوسرے کے رضامندی کے بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہو گا۔

### امام شافعی و احمد کی دلیل:

عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: البيعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه ما لم يتفرقا إلا بيع الخيار

یعنی جب تک دونوں متعاقدین جدا نہ ہوں تب تک اس میں سے ہر ایک کو اختیار ہے مگر یہ کہ خیار شرط لگا دی ہو۔

### امام اعظم و مالک کی دلیل:

﴿يَأْيِبُهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْ فَوَّا بِالْعَقُودِ﴾ (المائدة)

اس آیت میں عقد پورا کرنے کا حکم ہے اور عقد ایجاب و قبول سے پورا ہو جاتا ہے آیت کریمہ میں خیار مجلس کا ذکر نہیں

ہے۔

امام شافعی اور احمد کی مستدل حدیث کا جواب یہ ہے کہ ”الم تنقرقا“ سے مراد تفرق بالابدان نہیں ہے بلکہ تفرق بالا قوال ہے یعنی ایجاب و قبول مراد ہے یعنی جب تک ایجاب و قبول سے فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک فسخ کا اختیار رہے گا اور ایجاب و قبول کے بعد فسخ کا اختیار نہیں ہوگا۔ الایہ کہ دونوں فسخ پر راضی ہو جائیں۔

حدیث مبارکہ میں البیعان کا لفظ آیا ہے اس کے تین معنی ہیں ایک معنی یہ ہے کہ ایجاب و قبول سے پہلے ان کو البیعان کہا جاتا ہے ماں یول کے اعتبار سے دوسرا معنی یہ ہے کہ مایول کے سے اعتبار سے یہ لفظ کہا جاتا ہے کہ وہ قبول کر چکے تیسرا معنی یہ ہے کہ جب دونوں گفتگو میں یعنی ایجاب و قبول میں مشغول ہیں تو ان پر لفظ متباہین کا لفظ بولا جاتا ہے جو اس کا حقیقی معنی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب تک حقیقی معنی پر عمل کرنا متعذر نہ ہو تو اسی پر عمل کیا جائے گا لہذا یہاں پر یہی معنی مراد لینا درست ہے اور تفرق سے تفرق بالا قوال مراد ہے۔

## باب من یخضع فی البیع

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سے ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ بیع وغیرہ میں (عموماً) دھوکہ کھا جاتا ہے (اپنی سادہ لوحی کی بناء پر) رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ: جب تم کسی سے بیع و شراء کیا کرو تو کہہ دیا کرو کہ دھوکہ نہیں ہے چنانچہ اس کے بعد جب بھی وہ بیع کرتے تو یہی کہتے کہ دھوکہ نہیں ہے۔

اگر کسی کے ساتھ عنین و فاحش کیا گیا ہو تو کیا اس کو خیار حاصل ہوگا؟  
جمہور علماء کے نزدیک خیار حاصل نہ ہوگا بیع لازم ہوگئی اب وہ لوٹا نہیں سکتا،

## جمہور کی دلیل:

ذکر رجل الرسول اللہ أنه یخضع فی البیوع، فقال رسول اللہ: من بایعت فقل لا خلاۃ.

یعنی ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ وہ بیوع میں دھوکہ دیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص سے تو بیع کرے تو کہہ کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔ اگر مغبون کے لیے خیار فسخ ہوتا تو آپ اس شخص سے بیع کے وقت لا خلاۃ کہنے کو نہ فرماتے کیونکہ اگر مغبون کو خیار حاصل ہوتا تو لا خلاۃ کے ذریعہ خیار حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

## باب النہی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس میں سرخی یا زردی آجائے (جو علامت ہے پھل کے پکنے کی) اسی طرح گندم کی بالی کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ سفید ہو جائے اور آفت (قدرتی) سے محفوظ ہو جائے۔ اور بائع و خریدار دونوں کو منع فرمایا کہ نہ بائع فروخت کرے نہ خریدار خریدے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے منع فرمایا ہے پھل کی صلاح ظاہر ہونے سے قبل اسے بیچنے سے اور اس بات سے کہ تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض فروخت کیا جائے۔

### بدو صلاح کیا ہے؟

- امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک بدو صلاح یہ ہے کہ پھل فساد اور آفت سماویہ سے محفوظ ہو جائے اور آفت سماویہ سے اس وقت محفوظ ہو گا جب پھل پکنے کے قریب ہو جائے۔
- امام شافعی بدو صلاح کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ پھل کا پکنا اور اس میں مٹھاس کا ظاہر ہونا ہے

لیکن بدو صلاح کے بعد پھل بیچنے کے حکم میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

اس کی تین صورتیں ہیں،

پہلی صورت پھل ظاہر ہونے سے پہلے بیع کرنا۔

حکم

بالاتفاق ناجائز اور باطل ہے کیونکہ بیع معدوم ہے اور معدوم کی بیع باطل ہے اس کے ساتھ ساتھ غرر اور دھوکہ بھی ہے لیکن موجودہ فتویٰ اس پر ہے کہ عموم بلو کی وجہ سے یہ بیع بھی جائز ہے۔

دوسری صورت پھل ظاہر ہونے کے بعد اور بدو صلاح سے پہلے بیع کرنا۔

(1) پھل کچھ دن درخت پر چھوڑنے کی شرط لگانے کے ساتھ بیع کرنا

## حکم

بالا اتفاق ناجائز کیونکہ اس میں بائع کی ملکیت کو مشغول رکھنا ہے اور اس میں ایسی شرط ہے جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا اور حدیث مبارکہ میں بیع مع الشرط سے منع کیا گیا ہے موجودہ فتویٰ یہ ہے کہ عموم بلوی کی وجہ سے یہ بیع بھی جائز ہے۔

(2) پھل کاٹنے کی شرط کے ساتھ بیع کرنا۔

## حکم

ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔

(3) مطلقاً بیع کرنا۔

## حکم

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناجائز ہے عند الاحناف جائز ہے۔

**تیسری صورت پھل ظاہر ہونے کے بعد اور بدو صلاح کے بعد بیع کرنا۔**

(1) یقادی علی الشجر کی شرط کے بغیر کرنا۔

## حکم

بالا اتفاق جائز ہے۔

(2) شرط کے ساتھ بیع کرنا۔

## حکم

شینخین کے نزدیک ناجائز ہے۔

ائمہ ثلاثہ اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے امام طحاوی علیہ الرحمہ اور علامہ شامی علیہ الرحمہ نے امام محمد کے قول کو لیا ہے اور

اسی پر فتویٰ ہے۔

## باب بیع العرایا۔

العراية : جمع عریة معناها عطية.

وهو بیع الرطب على النخل بالتمر على الأرض خرصاً.

یعنی درخت پر کھجور کا زمین پر موجود کھجور سے اندازہ لگا کر بیچنا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: مخا برہ سے، محافلہ سے، مزابنہ سے اور کھجور کی بیع سے جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہوں اور اس بات سے منع فرمایا کہ کھجور کو دینار اور درہم کے علاوہ کسی چیز کے عوض نہ فروخت کیا جائے سوائے عرایا کے۔

عرایا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں کچھ لوگ اپنے باغ کے ایک یا دو درخت کے پھل کسی غریب کو ہبہ کر دیتے تھے پھر پھل پکنے کے زمانہ میں مع اہل و عیال باغ میں تفریح اور پھل کھانے کی غرض سے قیام کرتے تھے اور اس فقیر کا بار بار اس باغ میں درخت موہوب لہ سے پھل توڑنے کی غرض سے آنا جانا باغ کے مالک کے بیوی بچوں کے لئے پریشانی کا باعث ہوتا تو مالک اس فقیر سے کہتا کہ جو درخت پر پھل ہے اس کا اندازہ لگا لو اور مجھے فروخت کر دو اور اس کے عوض میں ٹوٹی ہوئی کھجوریں لے لو اس صورت کو عرایا کہتے ہیں۔

آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک یہ قد جائز نہیں دلیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لا تبتاع الثمر بالتمر

ثمر سے مراد رطب یعنی تازہ کھجور ہے مطلب یہ ہوا کہ تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے ساتھ نہ بیچو۔

امام اعظم کے نزدیک یہ عقد جائز ہے۔

دلیل تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنا دو حال سے خالی نہ ہو گا یا تو دونوں ایک ہی جنس سے ہوں گے یا نہیں اگر دونوں کو ایک ہی جنس سے مانا جائے تو بھی عقد درست برابر برابر حدیث مبارکہ کی وجہ سے اور اگر دونوں کو ایک جنس سے نہ مانا جائے تو بھی یہ عقل درست ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی وجہ سے:

إذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم

ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی دلیل کا جواب

مذکورہ حدیث قائم الشجر پر محمول ہے۔

## عربوں کی تعریف

امام شافعی کے نزدیک یہ ہے کہ باغ والا اندازہ لگائے کہ درخت پر جو کھجوریں ہیں خشک ہو کر کتنے وسق بنے گی جتنے وسق بنے گی اتنے وسق چھوارے کے ساتھ بیچنا لیکن شرط یہ ہے کہ پانچ وسق سے کم ہو اس سے زائد نہ ہو۔

احناف کے نزدیک باغ کا مالک درخت کے پھل کسی فقیر کو تحفہ دے اور درخت کی ملکیت اپنے پاس رکھے آنے جانے سے اس کو تکلیف ہو صاحب باغ مہوب لہ کو کہتا ہے کہ جتنی کھجوریں بنتی ہیں اندازہ لگا لو اور اتنی مقدار چھوارے لے لو۔

## اس کی حقیقت کیا ہے؟

امام اعظم مالک اور احمد کے نزدیک یہ ہے جبکہ شوافع کہتے ہیں کہ یہ بیع ہے۔

## اعتراض ہوا کہ حدیث میں عربیہ پر بیع کا اطلاق ہوا ہے؟

حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً اس پر بیع کا اطلاق ہوا ہے کیونکہ شکل و صورت بیع والی بن رہی تھی نہ کہ حقیقتاً۔

اعتراض ہوا حدیث مبارکہ میں پہلے بیع مزابنہ کا ذکر ہے پھر اس سے استثنیٰ کیا گیا ہے عرایا کا لہذا معلوم ہوا کہ عرایا مزابنہ کی قسم ہے اور یہ بھی بیع ہے؟

یہ استثنیٰ منقطع ہے اور مستثنیٰ منقطع ماقبل کی جنس سے نہیں ہوتا۔

### باب من باع نخلاً علیہا تمراً

اگر کوئی شخص درخت بیچے تو اس حال میں کہ اس پر پھل ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بیوند کاری کیا ہوا کھجور کا درخت فروخت کرے تو اس کا پھل بائع کے لئے ہی ہو گا الا یہ کہ خریدار اس کی شرط لگا دے (بیع کے وقت کہ پھل میں لوں گا۔

اگر پھل کے ساتھ درخت بیچنے کی شرط لگائی تو بالاتفاق پھل درخت کی بیع میں داخل ہو جائے گا اور اگر پھل کے ساتھ درخت بیچنے کی شرط نہیں لگائی تو پھل بیع میں داخل نہیں ہوں گے۔

اگر مطلقاً درخت بیچا تو کیا اس صورت میں پھل بیع میں داخل ہو گیا نہیں؟

- اگر درخت تابیر کے بعد بیچا ہے تو پھل بالاتفاق بائع کے ہونگے۔
- اگر تابیر سے پہلے درخت بیچا ہو تو اس میں اختلاف ہے۔
- ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تابیر سے قبل درخت بیچا ہے تو پھل مشتری کا ہو گا الا یہ کہ مشتری شرط لگا دے۔
- امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس صورت میں بھی پھل بائع کا ہو گا۔

## خلاصہ کلام

امام ابو حنیفہ کے نزدیک قبل التابیر یا بعد التابیر ہر صورت میں پھل بائع کا ہو گا الا یہ کہ مشتری شرط لگا دے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک درخت قبل التابیر بیچنے کی صورت میں پھل مشتری کا ہو گا اور بعد التابیر بیچنے کی صورت میں پھل بائع

کا ہو گا۔

## ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

• عن ابن عمر قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول من ابتاع نخلا بعد أن تؤبر فمشتريها

للذي باعها إلا أن يشرط المبتاع

یعنی جو شخص تابیر کے بعد درخت کو خریدے تو اس کا پھل بائع کے لیے ہو گا مگر یہ کہ مشتری شرط لگا دے۔

ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد التابیر درخت بیچنے کی صورت میں پھل بائع کا ہو گا تو اس کا

مفہوم مخالف یہ ہو گا کہ قبل التابیر پھل مشتری کا ہو گا چونکہ ان کے نزدیک مفہوم مخالف حجت ہے اس لیے مفہوم مخالف سے

استدلال کرتے ہوئے قبل التابیر درخت بیچنے کی صورت میں پھل مشتری کا قرار دیتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک چونکہ مفہوم مخالف حجت نہیں ہے لہذا ہر صورت میں پھل بائع کے لیے ہو گا لیکن اگر شرط لگادی

تو پھل مشتری کے ہوں گے اور حدیث مذکور میں بعد ان تو بر کی قید اتفاقی ہے نہ کہ احترازی۔

## بیع محافلہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محافلہ، مزابنہ، معاومہ اور مخابره سے من

منع فرمایا ہے۔ اور بیع السنین (کئی سالوں کی بیچ) ہی معاومہ کہلاتی ہے۔ اور بیع میں استثناء کرنے سے منع فرمایا (یعنی ایک مقدار

مجہول کے استثناء کی شرط لگانے سے منع فرمایا) اور عرایا میں اس کی اجازت دی۔

محاقلہ (الحقل) سے نکلا ہے اس کا معنی ہے، کھیتی

یعنی وہ گندم جو ابھی بالیوں کے اندر ہے اس کا اندازہ لگایا جائے اور اس کو بیچنا اس گندم کے بدلے جو گندم بالیوں سے نکال کر الگ رکھی ہوئی ہے

### بیع مزابنہ

درخت کے اوپر لگی کھجوروں کا اندازہ لگایا جائے کہ اتنی مقدار ہیں پھر اتنی مقدار نیچے پڑی کھجوروں کے ساتھ آپس میں بیع کرنا۔

### حکم

اس کے اندر احتمال رہا ہے اور حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ جنس ایک ہے لہذا ابراہی کرنا ضروری تھا جبکہ یہاں پر درخت کے اوپر لگی کھجوروں کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

### بیع محابره

زمین کو کرائے پر دینا ایک شخص کی زمین ہو اور دوسرا شخص کھیتی باڑی کرے اور صاحب ارض وہ اس سے معاوضہ لے جو پہلے سے طے کیا ہوا ہے۔

### معاومہ

درخت پر موجود پھلوں کو چند سالوں کے لیے بیچنا۔

### حکم

بالاجماع باطل ہے کیونکہ بیع مجہول اور معدوم ہے اور ضرر کا پہلو بھی پایا جا رہا ہے اور حدیث مبارکہ میں اس طرح کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔

## فائدہ

استثنیٰ وہ منع ہے جس میں جہالت ہو بیع مجہول ہو لہذا معین معلوم کا استثنیٰ درست ہے کیونکہ یہ جھگڑے کی طرف لے کر جانے والا نہیں ہے۔

## کس چیز کا استثنیٰ کیا جاسکتا ہے؟

جس چیز پر مستقلاً الگ طور پر عقد وارد کرنا جائز ہے اس کا استثنیٰ بھی جائز ہے الا جائز نہیں مثال کے طور پر بھینس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو میں نے بیچا تو اب بھینس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس پر مستقلاً الگ طور پر عقد وارد نہیں ہو سکتا لہذا اس کا استثناء کرنا بھی درست نہیں۔

جانور کا بچہ الگ کھڑا ہے وضع حمل کے بعد بیع کرنا تو اس کا استثناء کرنا درست ہے کیونکہ اس پر الگ طور پر عقد وارد کرنا جائز ہے۔

## باب ما حبا فی کراء الارض

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے اور کئی برس کے لئے بیچ کرنے سے منع فرمایا ہے اور (درخت پر لگے ہوئے) پھل کو پکنے سے قبل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس میں چند صورتیں ہیں

(1) پہلی صورت یہ ہے کہ مالک زمین کاشتکار سے یہ کہے کہ زمین کاشتکاری پر اس شرط پر دیتا ہوں کہ اس کی پیداوار کا معین حصہ بطور معاوضہ مجھے دو گے۔

## حکم

اس طرح زمین کو کرائے پر دینا بالاجماع باطل ہے کیونکہ یہاں غرر پایا جا رہا ہے ممکن ہے کہ پیداوار ہی اتنی ہو جتنا اس نے

معین حصہ ذکر کیا ہے

(2) اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ مالک زمین کاشتکار سے یوں کہے کہ میں یہ زمین اس شرط پر دیتا ہوں کہ اس زمین کے فلاں معین حصے کی پیداوار مجھے دو گے اس کا حکم یہ بھی باطل ہے کیونکہ دھوکے کا پہلو موجود ہے ممکن ہے کہ معین زمین کا جو حصہ ہے اس پر ہی پیداوار کا انحصار ہو مثال کے طور پر 10 ایکڑ زمین دے رہا ہوں فلاں ایکڑ کی پیداوار تو نے مجھے دینی ہے تو ممکن ہے کہ اس فلاں ایکڑ کی پیداوار ہی سب سے زیادہ ہو۔

(3) تیسری صورت مزروعہ زمین کی پیداوار کے علاوہ کسی اور چیز کے بدلے زمین کو بٹائی پر دینا جمہور علماء کے نزدیک جائز

ہے۔

## کس کس چیز کے بدلے زمین کو کرائے پر دے سکتا ہے؟

اس میں اختلاف ہے

امام ربیع کے ہاں فقط سونے اور چاندی کے عوض کاشتکاری پر دیا جاسکتا ہے۔

صاحبین امام اعظم امام احمد اور امام شافعی ان کے نزدیک پیداوار کے علاوہ ہر چیز کے بدلے میں زمین کو کاشتکاری پر دیا جاسکتا ہے جو وہ اپس میں طے کر لے۔

امام مالک کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

## امام مالک کی دلیل:

عن جابر أن رسول الله ﷺ نهى عن كراء الأرض

یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمین کو بٹائی پر دینے سے منع فرمایا۔

دوسری جگہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

من كانت له أرض فليزرعها أو ليؤزرها أخاه ولا يكرها

یعنی جس کے پاس زمین ہو پس اس کو خود کھیتی کرنی چاہئے یا اپنے بھائی سے کھیتی کروائے اور زمین کو کرے پر نہ دے۔ یہ حدیث امام مالک کے مذہب پر صریح دلیل ہے۔

جمہور کہتے ہیں کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اس میں ایثار و مواخات کی تعلیم دی گئی ہے اس حدیث میں کراہ لارض کی حرمت کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔

## باب المساقاة

المساقاة: وهي ماخوذة من السقي واصلها تعاقد الأشجار بالماء

دوسرے کے درخت کی دیکھ بھال کرنا اور اس کی سیچائی کرنا اور جب پھل آجائے تو اس کی نگہداشت کرنا پھر اس پھل میں سے اجرت لینا مساقاة کہلاتا ہے۔

- ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک مساقاة جائز ہے۔
- امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

## جمہور کی دلیل:

عن ابن عمر أن رسول الله الله عامل اهل خيبر بشطر ما يخرج منها من ثمر أوزع

یعنی آپ ﷺ نے اہل خیبر سے اس چیز کی نصف پر معاملہ کیا تھا جو اس سے پھل یا نانج پیدا ہوتا تھا۔

## امام ابوحنیفہ کی دلیل:

وہ فرماتے ہیں چونکہ یہ خیبر عنوہ (لڑکر) فتح ہوا تھا نہ کہ صلح پر اس لئے اہل خیبر اس وقت آپ ﷺ کے غلام تھے آپ ﷺ نے جو کچھ ان کو دیا وہ بھی آپ کا تھا اور جو آپ ﷺ نے ان سے لیا وہ بھی آپ کا تھا۔  
خلاصہ کلام یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مساقاة تھی ہی نہیں۔

تمت بالخیر بحمد اللہ تعالیٰ

واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم